پیغام میگزین
ربیع الاوّل سپیشل ایڈیشن
JANUARY 2014
جشنِ عیدِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ
اور ہم نے آپؐ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا
We sent thee not, but as a Mercy for all creatures.
چیف ایڈیٹر: آنچل

اداریہ

اسلام علیکم

تمام ممبرز کو ربیع الاوّل کے مبارک مہینے کی بہت بہت مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ ہمیں نبی کریم ﷺ کی سیرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔جنوری کا میگزین بھی ربیع الاوّل اسپیشل ہے۔ربیع الاوّل کے حوالے سے اسپیشل آرٹیکلز، ڈیزائن نعتیں اور احادیث شامل کی گئی ہیں۔نئے سال کے حوالے سے بھی کچھ مواد شامل کیا گیا ہے۔اُن تمام ممبران کا بہت بہت شکریہ جو میگزین میں شرکت کرتے رہتے ہیں۔اور پیغام کی ترقی میں ہمارے ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔پیغام میگزین ٹیم اور ڈیزائنرز کا خصوصی شکریہ۔

پیغام انتظامیہ

پیغام۔کوم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

فہرستِ مضامین

قرانی آیت
احادیث
حمد
ڈیزائن نعت
نئے شعرا نظم
ڈیزائین شاعری
نظم۔۔۔نیا سال
اسلامک آرٹ
منقبت آلِ رسول ﷺ
ربیعُ الاول اسپیشل
طبِ نبوی ﷺ
نعت شریف
نبی کریم ﷺ اسپیشل
وضو اور جدید تحقیق
(جوَ(نبی کریم ﷺ کا مرغوب کھانا
پیغام کچن۔۔چکن اسٹک ود پیپر ساس
کیوں ضروری ہے؟ C وٹامن
نئے سال کا جشن۔۔مہ وش افسر
بچوں کا صفحہ۔۔ایمانداری کا صلہ
خوبصورت پیغام
اَمرت کور۔۔بقیہ حصہ
ممبر آف دی منتھ
ختم شُد

اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَولَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی آلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

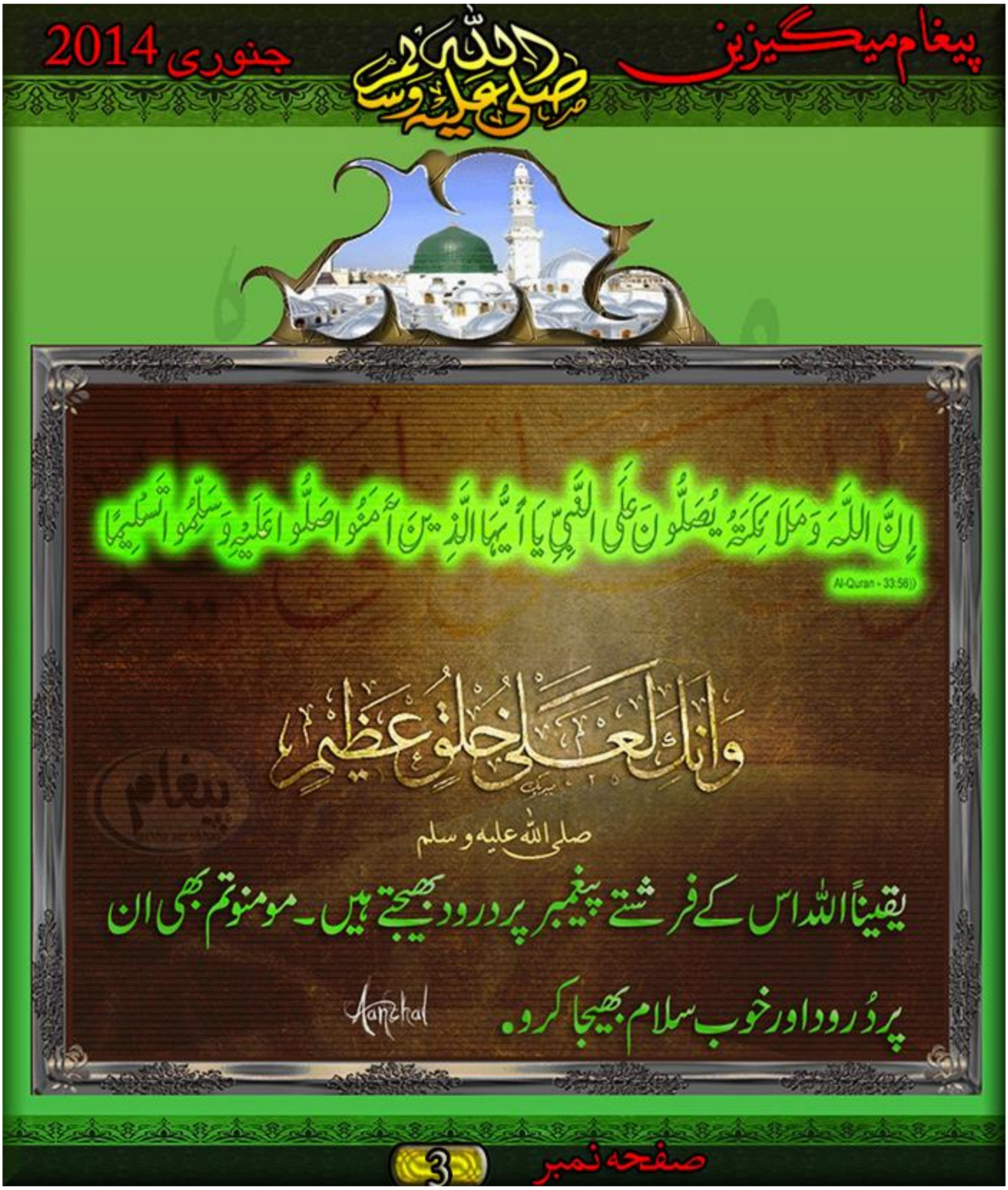

پیغام میگزین
جنوری 2014
صلی اللہ علیہ وسلم
إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا
(Al-Quran - 33:56)
وانک لعلی خلق عظیم
صلی اللہ علیہ وسلم
یقیناً اللہ اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ مومنوتم بھی ان
پر دُرود اور خوب سلام بھیجا کرو۔
Aanchal
صفحہ نمبر 3

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَّعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ

مریض کی عیادت

جہنم سے دوری کا ذریعہ:۔

سنن ابی داؤد

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:۔
جو شخص اچھی طرح کر کے وضو کر کے اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اجر وثواب کا یقین رکھتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو اُسے جہنم سے 70 سال کی مسافت کے برابر دور کر دیا جاتا ہے۔

Aanchal

پیغام بلوم
حضرت عباس بن مطلبؓ سے روایت ہے، انھوں
نے کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اُس شخص نے ایمان
کا ذائقہ چکھا، جو اللہ کو رب مان کر راضی ہوا، اور
اسلام کو اپنا دین اور محمد ﷺ کو اپنا رسول ﷺ مان کر
راضی ہوا۔
(مسلم)
پیغام
Anchal

رسول ﷺ نے فرمایا:
تم میں سے بہتر وہ ہے جس سے لوگ خیر کی امید رکھیں
اور اسکے شر سے محفوظ ہوں، جبکہ بدترین شخص وہ ہے،
جس سے نیکی کی امید نہ ہو بلکہ اسکے شر سے بھی
لوگ محفوظ نہ ہوں۔
جامع ترمذی ۲_۱۴۲
پیغام
Hala'z Design
www.peghamcom

وہ ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ! قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے ملے گی؟ تو رسول ﷺ نے فرمایا، اے ابو ہریرہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت کرے گا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمھاری حرص دیکھ لی تھی۔ سنو! قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہوگا، جو سچے دل سے یا سچے جی سے لا إله إلا الله کہے گا.

صحیح بخاری

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس شخص کو اس حال میں موت آئے کہ وہ علم حاصل کر رہا ہوتا
کہ اسکے ذریعے اسلام کو زندہ کرے
تو اسکے اور انبیاء کے درمیان جنت میں
صرف 1 درجہ کا فرق ہوگا
(مشکوۃ، حدیث #231 کتاب الایمان، باب: علم کا بیان)

Hala'z Design
www.pegham.com

پیغام

حمد

کوئی تو ہے جو نظامِ ہستی چلا رہا ہے وہی خدا ہے
دکھائی بھی جو نہ دے نظر بھی جو آرہا ہے وہی خدا ہے
وہی ہے مشرق وہی ہے مغرب سفر کریں سب اسی کی جانب
ہر آئینے میں جو عکس اپنا دکھا رہا ہے وہی خدا ہے
تلاش اس کو نہ کر بتوں میں وہ ہے بدلتی ہوئی رتوں میں
جو دن کو رات اور رات کو دن بنا رہا ہے وہی خدا ہے
نظر بھی رکھے سماعتیں بھی وہ جان لیتا ہے نیتیں بھی
جو خانہء لا شعور میں جگمگا رہا ہے وہی خدا ہے

مظفر وارسی

نعت

کوئی خلقت میں اُنؐ سے نہیں ہے بڑا
وہؐ حبیبِ خدا ان کی کیا بات ہے
ہم گناہ گار ہیں ہم سیاہ کار ہیں
وہؐ شفیع الوریٰ اُنؐ کی کیا بات ہے
اور کس کو عروج اتنا حاصل ہوا
سارا قرآن ہی اُنؐ پہ نازل ہوا
زینتِ عرش ہے عظمتِ فرش ہیں
وہ مکینِ حرا اُنؐ کی کیا بات ہے

قاری وحید ظفر

ترتیب و تشکیل: رابی www.pegham.com

نعت شریف

طیبہ کی ہے یاد آئی اب اشک بہانے دو
محبوب ﷺ کو آنا ہے راہوں کو سجانے دو

میں آپ کی زیارت کے قابل تو نہیں مانا
یادوں کو شہا ﷺ اپنے خوابوں میں تو آنے دو

جو چاہو سزا دینا محبوب ﷺ کے دربانو
اِک بار تو جالی کو سینے سے لگانے دو

مشکل ہے اگر میرا طیبہ میں ابھی جانا
اے بادِ صبا میری آہوں کو تو جانے دو

اشکوں سے لڑی کوئی اب ٹوٹنے نہ پائے
آقا ﷺ کے لیے مجھ کو کچھ ہار بنانے دو

آقا ﷺ کے لیے ایسے الفاظ کہاں صائم
اشکوں کی زبانی ہی اِک نعت سُنانے دو

Hala'z Design

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

مدینے کا سفر ہے اور میں نم دیدہ نم دیدہ
جبیں افسردہ افسردہ قدم لغزیدہ لغزیدہ
چلا ہوں ایک مجرم کی طرح میں جانبِ طیبہ
نظر شرمندہ شرمندہ بدن لرزیدہ لرزیدہ
کسی کے ہاتھ نے مجھ کو سہارا دے دیا ورنہ
کہاں میں اور کہاں یہ راستے پیچیدہ پیچیدہ
کہاں میں اور کہاں اس روضہ اقدس کا نظارہ
نظر اس سمت اٹھتی ہے مگر دزدیدہ دزدیدہ
غلامانِ محمد دور سے پہچانے جاتے ہیں
دلِ گرویدہ گرویدہ سرِ شوریدہ شوریدہ
مدینے جا کے ہم سمجھے تقدس کس کو کہتے ہیں
ہوا پاکیزہ پاکیزہ فضا سنجیدہ سنجیدہ
بصارت کھو گئی لیکن بصیرت تو سلامت ہے
مدینہ ہم نے دیکھا ہے مگر نادیدہ نادیدہ
وہی اقبال جس کو ناز تھا کل خوش مزاجی پر
فراقِ طیبہ میں رہتا ہے اب رنجیدہ رنجیدہ
مدینے کا سفر ہے اور میں نمدیدہ نمدیدہ
جبیں افسرہ افسردہ قدم لرزیدہ لرزیدہ

www.pegham.com

پیغام

نعت

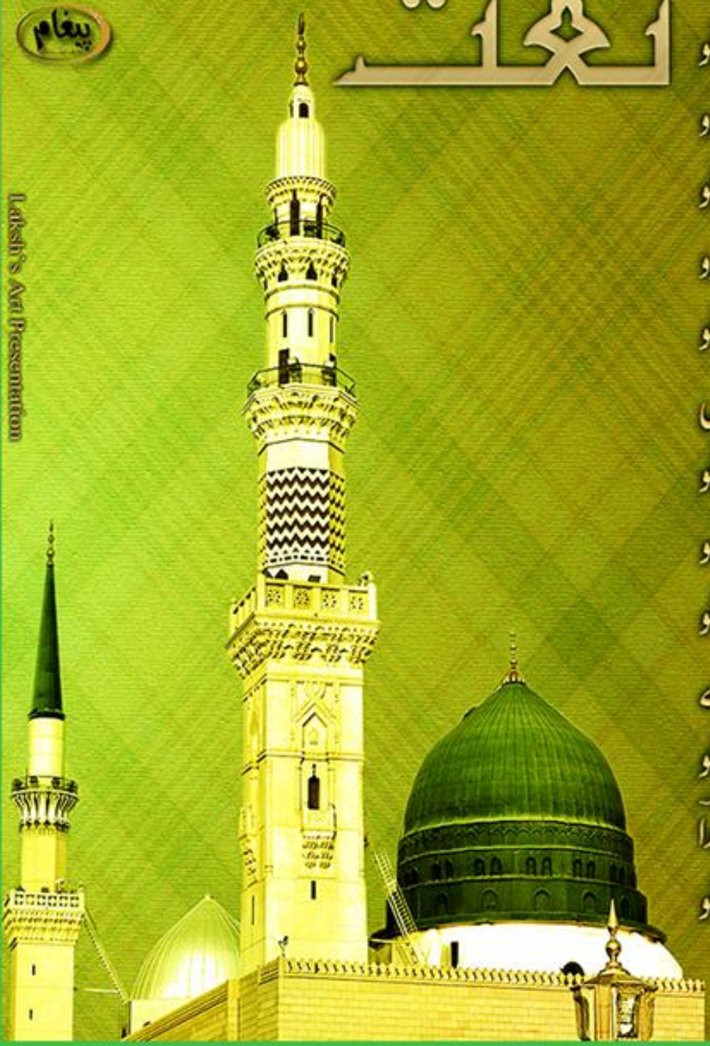

نورِ رحمت سے دامن سجاتے چلو
آج میلادِ آقا مناتے چلو

آمدِ مصطفیٰ کی خوشی یوں کرو
گلیوں سڑکوں کو اپنی سجاتے چلو

یوں عقیدت کے پھولوں کی بارش کرو
پیار سے آج نعتیں سناتے چلو

رحمتِ حق کا دریا ہے اب جوش میں
بگڑی قسمت کو اپنی بناتے چلو

سب لبوں پر درود و سلام آج ہو
ہر طرح آج دھومیں مچاتے چلو

رب کے محبوب خوش ہوں گے اس کام سے
دیپ خوشیوں کے دل میں جلاتے چلو

لطف لینا ہے گر زندگی کا صداؔ
تم بھی نعتیں نبی کی سناتے چلو

صداؔ حسین صداؔ

دلوں سے غم مٹاتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے
نگر اجڑے بساتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے
انہی کے نام سے پائی فقیروں نے شہنشائی
خدا سے بھی ملاتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے
محبت کے کنول کھلتے ہیں اُن کو یاد کرنے سے
بڑی خوشبوئیں لاتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے
درودوں کی مہک سے محفلیں آباد رہتی ہیں
میری نعتیں سجاتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے
میں فخری دین و دنیا آخرت بھی بھول جاتا ہوں
مجھے جب یاد آتا ہے محمدﷺ نام ایسا ہے

پیغام ۔ کوم

نعت

جب مسجدِ نبوی کے مینار نظر آئے
اللہ کی رحمت کے آثار نظر آئے
منظر ہو بیاں کیسے الفاظ نہیں ملتے
جس وقت محمدؐ کا دربار نظر آئے
بس یاد رہا اتنا سینے سے لگی جالی
پھر یاد نہیں کیا کیا انوار نظر آئے
دُکھ درد کے ماروں کو غم یاد نہیں رہتے
جب سامنے آنکھوں کے غم خوار نظر آئے
مکّے کی فضاؤں میں طیبہ کی ہواؤں میں
ہم نے تو جدھر دیکھا سرکارؐ نظر آئے
چھوڑ آیا ظہوریؔ میں دِل و جان مدینے میں
اب جینا یہاں مجھ کو دشوار نظر آئے

کہنا مت کسی سے، جو گذری تمہارے دل پر
اک پھول پر نظر تھی، اسے لے گیا کوئی اور
اسے روح میں سما کر، پلکوں پہ سجایا تھا
وہ خواب تھا ہمارا، تعبیر مگر، لے گیا کوئی اور
سرخ لبوں پر تیرے، جو لفظ تھے، ہمارے تھے
وہ لکھے سب ہم نے، اسے مٹا گیا کوئی اور
یہ تنہا چاندنی راتیں اور یادوں کی باراتیں
وہ چاند تھا ہمارا، اسے لے گیا کوئی اور
ان سرد سیاہ راتوں میں، رابی نے جلائی اک شمع
پر روشنی تو ہو نہ سکی، اسے بجھا گیا کوئی اور

شاعرہ: رابعہ اقبال رابی

رسول کریم صلی اللہ علیہ
Designed by Aanchal
میں جو اک برباد ہوں آباد رکھتا ہے مجھے
دیر تک اسمِ محمد ﷺ شاد رکھتا ہے مجھے
منیر نیازی

پیغام
عقیدہ
وہ جن ﷺ کا نام ہمیں جسم و جاں سے پیارا ہے
سِوا شفاعتِ آقا ﷺ کہاں گزارا ہے
پڑھو درود محمد ﷺ کی ذات پر لوگو
کہ یہ ہی حشر میں زادِ سفر ہمارا ہے
امین شاد
Designed by: Hala

نظم

نیا سال

اس گزرے برس کے
ہر اک لمحہ میں
تم نے
جو پیار اور اعتبار دیا مجھے
اس کا احساس میں اب بھی محسوس کرتی ہوں
تمہارا وہ خیال
جس نے خوشیاں ہی خوشیاں بکھیر دیں میری زندگی میں
نئے سال کی پہلی کرن کو دیکھ کر
میں نے چاہا
زندگی کا ہر اک پل
تمہارے سنگ مہکتا رہے
تمہارے قُرب کے بادل
مجھ پر ہمیشہ چھائے رہیں
ہماری محبت کی شمعیں
سدا روشن رہیں
بس یہی دُعا مانگی
نئے سال کے آغاز میں
اپنے خدا سے
ہم ایک دوسرے کا نصیب بن جائیں
ہمارا ساتھ امر ہو جائے
خوشیاں ہمارا مقدر ہو جائیں

کومل

Rabi's Creation

صلی اللہ علیہ وسلم
پیغام
Aanchal

The Driver Creation
پیغام
بسم الله الرحمن الرحيم
www. Pegham.com

دیا نہ ہوگا اس طرح حسن و شباب ریت پر
گلشنِ فاطمہؑ کے تھے سارے گلاب ریت پر
ایس اے زید
پیغام ذات کریم

آلِ رسول ﷺ کے سوا کوئی نہیں کھلا سکا
قطرہ آب کے بغیر اتنے گلاب ریت پر
ایس اے زید
پیغام ذات کریم

عشق میں کیا بچا دیے عشق میں کیا لٹا دیے
آلِ نبی ﷺ نے لکھ دیا سارا حساب ریت پر
پیغام ڈاٹ کوم
ایس۔ اے۔ بے۔ زید

جتنے سوال عشق نے آلِ رسول ﷺ سے کیے
ایک کے بعد اک دیے سارے جواب ریت پر
عشق ؟
پیغام ڈاٹ کوم
ایس۔ اے۔ بے۔ زید

پیاسا حسین کو کہوں اتنا تو بے ادب نہیں
لمس لب حسین کو ترسا ہے آب ریت پر
ایس۔ اے۔ بے۔ زید
پیغام ذات کو تم

آل نبی کا کام تھا آل نبی ہی کر گئے
کوئی نہ لکھ سکا ادب اپنی کتاب ریت پر
ایس۔ اے۔ بے۔ زید
پیغام ذات کو تم

نبی کرم ﷺ ماہ ربیع الاول اور پیر کے دن کیوں تشریف لائے

امام ابن الحاج مالکی قدس سرہ (متوفی ۷۳۷ھ) کے جواہر فرمودات سے ان کی تصنیف "المدخل" ہے، جس کی ایک فصل میں حضور سید عالم وعالمیان ﷺ کے ماہ ربیع الاول اور پیر کے دن ورود مسعود کی وجہ وحکمت لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "اگر کوئی کہے اس کی کیا وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ ماہ رمضان میں تشریف نہ لائے جب کہ اس ماہ مبارک کے اور بھی بے شمار خصائص وفضائل ہونے کے علاوہ اس کی سب سے بڑی خصوصیت وفضیلت یہ بھی ہے کہ اس میں (بنی نوع انسان کے لئے مکمل اور آخری ضابطہ حیات) قرآن کریم کا نزول ہوا نیز اس کی ایک شب ایسی ہے، جس کی عبادت ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے اور نہ ہی ماہ محرم میں جس کی بزرگی وکرامت ابتدائے آفرینش سے برقرار ہے تشریف آوری ہوئی۔ اسی طرح نہ ہی شب برأت میں (جو بے پایاں رحمتوں اور برکتوں کی حامل ہے) آپ کی آمد ہوئی۔ اور نہ ہی آپ شب جمعہ (جو کہ ہر دو بے شمار برکات کے موجب ہیں) میں تشریف لائے۔ آپ کا مذکورہ ایام متبرکہ میں ورود مسعود کیوں نہ ہوا، اور ربیع الاول اور یوم پیر کے ساتھ اختصاص کیوں ہوا؟

اس کی چار وجوہ ہیں:

انتخاب۔فاطمہ اسد

وجہ اول: پہلی وجہ تو یہ ہے جو ایک حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

ان الله خلق الشجر يوم الاثنين

کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ نے درخت پیر کے دن پیدا فرمائے۔ اور اس کی تخلیق میں ایک نہایت عمدہ اشارہ واعتبار اس جانب ہے کہ اس دن جل شانہٗ نے وہ اشیاء پیدا کیں جن کے ساتھ انسان کی بقائے حیات وابستہ ہے اور سنت الٰہیہ بھی یہی ہے (کہ وہ اشیاء کو متعلق با سباب فرماتا ہے) مثلاً خوراک اور اس کے اسباب، رزق، پھل اور وہ چیزیں جو انسان کو غذا ودوا کا کام دیتی ہیں اور جن کے سہارے انسان جی سکتا ہے (اس دن) پیدا فرمائیں۔ لہٰذا جن اشیاء سے انسان کی بقا ہے انہیں پالینے کے بعد ان کی رویت سے ہی انسان کے دل میں خوشی، مسرت، اطمینان وتسکین کی ایک لہر دوڑتی ہے اور انبساط نفس وانشراح صدر کا سامان خود بخود فراہم ہو جاتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ کا ماہ ربیع الاول شریف اور یوم پیر شریف میں ورود مسعود بھی امت کے لئے دل کا چین آنکھوں کا سکون ہے۔ کیونکہ آپ کا وجود باجود تمام خیر وبرکت کا جامع ہے۔ صلوات اللہ علیہ وسلم۔

وجہ دوم: لفظ "ربیع" کے مادہ سے ہی عقلمند کو اشارہ ہو جاتا ہے کہ آپ کے ورود مسعود کی نوید جانفزا جو ماہ ربیع الاول شریف ہوئی تو اس میں نیک فالی کا واضح مفہوم موجود ہے۔ اور اشیاء سے اچھا شگون لینے کی اصل سید عالم ﷺ سے ثابت ہے (اسی لئے) شیخ الاسلام امام ابو عبدالرحمٰن صقلی قدس سرہ نے فرمایا کہ "لكل انسان من اسمه نصيب" ہر آدمی کے نام میں (اس نام کی اچھی یا بری خصلت وتاثیر) اس کا حصہ ہوتا ہے اور یہ معاملہ انسانوں میں ہی منحصر نہیں بلکہ ہر شے کے نام میں اس کے نام کی اچھائی وبرائی کا حصہ ہوتا ہے۔

جب (یہ واضح ہو گیا کہ) ہر شے کے نام میں اس کا حصہ موجود ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ موسم ربیع (موسم بہار) میں بھی یہی صورت ہے کہ اس موسم میں تمام وہ نعمتیں اور اشیاء (مثلاً رزق وغیرہ) جن سے انسان کی معاش وحیات اور اصلاح احوال وابستہ ہے، زمین اپنے اندر سے اُگل دیتی ہے (مثلاً) اسی موسم میں زمین میں چھپی ہوئی اشیاء باہر آتی ہیں جیسے گٹھلیاں، دانے، رنگا رنگ بوٹیاں اور بوقلموں میوے وغیرہا۔ ان اشیاء کی آمد پر جہاں ہر دیکھنے والا ان سے مسرت حاصل کرتا ہے وہیں گویا یہ چیزیں اپنی زبان حال سے ہر دیکھنے والے کو اپنے موسم کے آنے کی بشارت بھی سناتی ہیں۔ اور ساتھ ہی یہ توجہ بھی دلاتی ہیں کہ اے ناظرین! تمہاری خوشخبری کی ابتداء اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی نعمتوں سے ہو رہی ہے کیا تمہیں یہ تجربہ نہیں کہ جب تم موسم بہار میں باغ کو آؤ تو تمہیں یوں محسوس ہوگا کہ گویا وہ تمہاری آمد کا جشن ہوئے استقبال کر رہا ہے اور اس کی کلیاں تمہیں زبان حال سے اپنے ہونے والے پھلوں اور کھانوں کی (دیگر) چیزوں سے باخبر کر رہی ہے۔ یہی حال اس موسم میں زمین کا بھی ہے کہ جب سبزہ سے لہلہانے لگتی ہے تو گویا زبان حال سے تمہیں اپنے (اندرونی) فوائد سے آگاہ کرتی ہے۔

لہٰذا موسم بہار میں نبی کریم ﷺ کے مولد شریف میں بھی یہی اشارات مضمر ہیں اور نیز اللہ جل مجدہٗ کے ہاں آپ کے اعلیٰ وارفع منصب ومقام کی جانب بھی واضح اشارہ پایا جاتا ہے۔ (کہ جس فصل بہار کی ہریالی انسان کے لئے پیغام مسرت ونوید خرم لے کر آتی ہے یونہی) اسی موسم بہار میں حضور سید عالم ﷺ بھی سراپا مسرت ورحمت بن کر تشریف لائے۔ چنانچہ آپ مسلمانوں کے لئے نہ صرف نوید جانفزا ہیں بلکہ مہلکات دینیہ وآفات دنیویہ میں ان کے حامی وناصر بھی ہیں۔ صرف اسی پر بس نہیں بلکہ ماسوی اللہ کیلئے سراپا رافت ورحمت ہیں۔ حتیٰ کہ کافر بھی آپ کی اسی رحمت کے سبب دنیوی عذاب میں ابتلاء سے مامون ہیں۔ جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے فرمایا: "اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں

عذاب کرے جب تک کہ اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو" (سورہ انفال آیت ۳۳) اور حمایت و نصرت، رافت و رحمت کا استحقاق مسلمانوں کے لئے بدیں وجہ ہے کہ یہ آپ کے پیروکار ہیں اور سب خوبیاں تو آپ کی اتباع میں ہیں اور (یہ مسلمہ امر ہے کہ) انبیاء کرام علیہم السلام کے سنن کی پیروی اور اوامر کے امتثال اور شیطان اور اس کے پیروکاروں کی مخالفت سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے باب کھل جاتے ہیں۔ (شیاطین کی مخالفت سے تو خصوصی نعمتوں کا ورود ہوتا ہے مثلاً) کیا تمھیں معلوم نہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس کائنات رنگ و بو کو اپنے قدم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو آپ کے ورود مسعود کی بدولت زمین شیاطین سے خالی ہوگئی تھی اور ابلیس لعین کو اپنی جماعت سمیت زمین کے ساتویں طبقہ تک کہیں بھی قرار نصیب نہ ہوا تھا دعا ہے کہ ہم سب زمین کو شیطان لعین اور اس کی ذریت سے خالی پائیں (آمین)

اور ماہ رمضان میں بموجب ارشاد حدیث، اگرچہ تمام شیاطین مقید ہوتے ہیں۔ لیکن اس قید سے ان کا تمام زمین سے انخلا مستلزم نہیں، جبکہ یوم میلاد شریف میں زمین ساتویں طبقہ تک تک شیاطین سے پاک تھی۔ اس سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ خداوندی میں عظمت و رفعت معلوم ہوتی ہے نیز اسی سے آپ کے متبعین کا اعزاز و اکرام بھی آشکارا ہے۔

ایک شبہ: اگر یہ کہا جائے کہ پورے رمضان میں شیاطین مقید رہتے ہیں جبکہ یوم میلاد میں صرف ایک دن کی تقیید معلوم ہوتی ہے۔

ازالہ شبہ: اس میں تو کوئی شک نہیں کہ یوم مولد النبی ﷺ میں شیاطین زمین کے ساتویں طبقہ ہی میں محصور ہوتے ہیں اور ایک دن کا تقیید و احصار بھی تمام رمضان کے تقید سے برتر ہے۔ اس لئے کہ اس قید سے فقط پابندی ہی مقصود نہیں بلکہ اس وقت کی بزرگی و کرامت بھی مطلوب ہے کہ جس میں زمین اللہ کے دشمنوں سے خالی ہوئی تھی۔ سمجھدار کے لئے اتنا ہی کافی ہے اور اللہ ہی سمجھ و عقل کی توفیق دینے والا ہے۔ (جب یہ واضح ہو گیا کہ) اللہ تعالیٰ کی اجل نعمتوں اور اعظم برکتوں سے نبی اکرم ﷺ کی ذات بالخصوص ہے۔ تو اس نعمت کی اعطاء کی بدولت اللہ جل مجدہ نے بندوں پر احسان فرمایا کہ اسی نعمت کے طفیل انہیں سیدھی راہ کی توفیق ملی۔

میں اللہ جل مجدہ سے ملتجی ہوں کہ خداوندا ہمیں اپنے فضل و عنایت سے اس نعمت کی برکات کی عرفان عطا فرما۔ اور ہمیں اپنے لطف و کرم سے دین و دنیا اور آخرت میں اس نعمت عظمیٰ کی پیروی سے بہرہ ور فرما۔ خدایا تیرے سوا کوئی رب نہیں اور اس نعمت جیسی مربی کوئی ذات نہیں۔ آمین

وجہ سوم: موسم ربیع میں آپ کی تشریف آوری گویا آپ کی شریعت بیضاء کے مشابہ ہے۔ (مثلاً) موسم بہار تمام موسموں سے عمدہ و معتدل ہوتا ہے کہ اس میں نہ ہی تو پریشان کن گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی نقطۂ انجماد تک پہنچنے والی سردی ہوتی ہے کہ اس میں اس کے شب و روز میں طول و اختصار پایا جاتا ہے بلکہ بھی میانہ درجہ پر ہوتے ہیں۔ اور (یہ امر تو نہایت مبین ہے کہ) موسم بہار کی فصل نقصان دہ بیماریوں اور علل و عوارض سے بہ نسبت پت جھڑ کے موسم کے (مکمل) محفوظ ہوتے ہیں اور اسی طرح انسانی جسم بھی ان امراض سے جو موسم خزاں میں متوقع ہوتے ہیں بچے رہتے ہیں نیز جس طرح موسم بہار میں انگوریاں اپنے پورے زور کے ساتھ باہر آتی ہیں یونہی اس موسم میں انسانی مزاج میں نشاط، طبیعت میں فرحت اور بدن میں درستگی بھرپور عود کر آتی ہے۔ مطلب یہ کہ جس طرح قوائے انسانی کے اسباب میں قوت و طاقت اپنے شباب پر ہوتی ہے۔ اسی طرح انسانی ابدان میں بھی قوت اپنے عروج پر ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ (اللہ والے) اس موسم میں شب بیداری اور دن میں روزہ داری سے ایک خاص لذت و سرور پاتے ہیں کیونکہ جیسا ابھی ابھی گزر چکا کہ موسم بہار کے لیل و نہار میں نہ ہی تو موسم گرما کے ایام اور شبہائے سرما کا طول ہوتا ہے اور نہ ہی شب ہائے گرما اور ایام سرما کا اختصار ہوتا ہے اور نہ ہی جھلسا دینے والی حرارت اور ٹھٹھرا دینے والی ٹھنڈک ہوتی ہے بلکہ ہر شئے میں اعتدال و توسط ہی ہوتا ہے۔ تو ماہ ربیع شریف میں آپ کی آمد آپ کی شریعت کے مشابہ ہے یعنی جس طرح نبی کریم ﷺ کی شریعت میں میانہ پن ہے کہ نہ ہی تو اس میں پہلی شریعتوں جیسی بہت سختیاں ہیں اور نہ ہی انتہائی نرمیاں۔ اسی طرح موسم ربیع (جو تمام موسموں میں متوسط ہے) میں آپ کے ولود مسعود سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ کے ہر ایک معاملہ میں توسط ہی توسط ہے۔

وجہ چہارم: اللہ جل مجدہ نے اپنے حبیب ﷺ کو ماہ ربیع میں تخلیق فرما کر یہ بتایا کہ زمان و مکان کی خوبیاں و بزرگیاں آپ ہی کے وجود بابرکات سے وابستہ ہیں نہ یہ کہ کسی جگہ یا کسی وقت کی خوبی سے آپ کو خوبیاں ملی ہیں بلکہ وہ جگہ اور وہ وقت کہ جس میں آپ جلوہ افروز ہو گئے وہ سب زمان و مکان سے بڑھ کر بابرکت ہو گیا۔

اگر آپ کا ورود مسعود ماہ محرم یا شعبان یا رمضان یا شب جمعہ یا یوم جمعہ میں ہوتا تو بظاہر کوئی وہمی کہہ سکتا تھا کہ آپ کو ان (مذکورہ) اوقات سے ہی بزرگیاں و خوبیاں ملی ہیں۔ بدیں وجہ اللہ جل مجدہ نے آپ کا میلاد مبارک ان مذکورہ اوقات مبارکہ کے علاوہ رکھا تاکہ اللہ کے ہاں آپ کا جو مرتبہ و مقام ہے اور اللہ تعالیٰ کے جو الطاف و انعامات آپ پر ہیں واضح ہو جائیں۔ اس سے پہلے گزر چکا ہے کہ کسی نے آپ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں جب پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا (اس لئے کہ) اس دن میری ولادت ہوئی تھی۔

جب یوم پیر کو اپنی ولادت کی آپ نے خود وضاحت فرما دی تو اسی سے اس دن کے "اور جس مہینہ کا یہ دن تھا" فضائل بھی معلوم ہو گئے کہ اس مہینے کے اس دن کو میلاد مصطفیٰ ﷺ کا اختصاص حاصل ہے (اور یہی سب سے بڑی فضیلت ہے)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

طبِ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

فاطمہ اسد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، جو شخص صبح کے وقت سات کھجوریں عجوہ کھالے اس کو اس دن جادو اور زہر نقصان نہیں پہنچا سکتے۔
(صحیح بخاری، ح5779)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مہینے مین تین دن صبح کے وقت شہد چاٹے وہ ہر بڑی بیماری سے محفوظ رہے گا۔
(سنن ابن ماجہ)

صحیح بخاری میں سعید بن جبیر رضی اللہ نے ابن عباس رضی اللہ سے روایت کی کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شفا کے تین ذریعے ہیں، شہد کا استعمال پچھنا اور داغ لگانا اور داغ دینے سے میں اپنی امت کو روکتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کلونجی کھایا کرو اس میں سوائے موت کے ہر بیماری کا علاج ہے۔
(صحیح بخاری 10۔/121۔ صحیح مسلم 2215)

ترمذی ار وابن ماجہ شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا، آپ نے فرمایا۔' روغن زیتون لگائو اور اس کو کھاو اس لئے کہ یہ ایک مبارک درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔

صحیحین میں ابو حازم سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد کہ یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخموں کا علاج احد کی جنگ میں کیسے کیا گیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ احد کی جنگ میں ان کا ،چہرہ مبارک مجروح ہو گیا تھا، آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے تھے اور خود چور ہو کر سر میں گھس گئی حضرت فاطمہ رضی اللہ آپ کی صاحبزادی خون دھوتی تھیں، اور علی بن ابی طالب ان زخموں پر پانی ڈھال سے بہاتے تھے، جب حضرت فاطمہ رضی اللہ نے دیکھا کہ خون بند ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہے تو آپ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا، جب راکھ ہو گیا تو آپ نے زخموں پر چمکا دیا جس سے خون بند ہو گیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زندگی سے متعلق چند باتیں:۔

۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں ایک حج کیا۔
-آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں چار عمرے کیے۔
۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے 53 سال مکہ میں گزارے۔
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی کے 10 سال مدینہ میں گزارے
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین بیٹے تھے۔ قاسم، ابراہیم اور طاہر ۔
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل صحابی کا نام دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ تھا۔
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک جنگ احد میں شریک ہوئے۔
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غسل دیا۔
۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کے لیے حضرت ابی طلحہ رضی اللہ عنہ نے قبر کھودی۔

پیغام
seekho aur sikhao

وضو اور جدید تحقیق

سائنس صدیوں سے ترقی کر رہی ہے۔ نئی نئی تحقیقات ہوتی ہیں جو کائنات کے مختلف اور منفرد پہلوؤں کو سامنے لاتی ہیں۔ سائنسدان کسی چیز کو تحقیق کیے بغیر نظر انداز نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر کے بے شمار سائنسدانوں نے قرآن پاک کو پڑھا ہے اور سائنسی طور پر بے شمار ان چیزوں کی تصدیق کی ہے جن کا ذکر اس عظیم کتاب میں 1400 سال قبل کر دیا گیا تھا۔ مسلمانوں کو دیے جانے والے بے پناہ ایسے احکامات ہیں جو سائنسی طور پر بنی نوع انسان کے لیے فائدہ مند ثابت ہو چکے ہیں۔

ان ہی میں سے ایک عمل وضو بھی ہے۔ مسلمان دن میں پانچ بار نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ قرآن پاک کی تلاوت سے قبل بھی وضو کرنا ضروری ہے۔ اگر کوئی مسلمان دن بھر باوضو رہے تو وہ اللہ کی رحمتوں کے سائے میں رہتا ہے اور گناہوں سے بھی بچا رہتا ہے۔ سائنس نے تحقیق کے بعد یہ واضح کیا ہے کہ وضو کی ہر حرکت میں انسانی صحت کے لیے فائدے موجود ہیں۔ اور ان فوائد کو وضو کے آغاز سے لے کر انتہا تک بیان کیا گیا ہے۔

وضو کے آغاز سے قبل ہم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے ہیں جو کہ ہر کام سے پہلے پڑھنا چاہیے۔ اس کی برکت سے ہمارا ہر کام آسان ہو جاتا ہے۔ اس طرح وضو میں بھی اللہ اپنی برکات ڈال دیتے ہیں اور ہمارا خشوع و خضوع بڑھ جاتا ہے۔

وضو کرتے وقت جب ہم ہاتھ دھوتے ہیں تو ہماری انگلیوں کی پوروں سے دائروں کی شکل میں شعاعیں نکلتی ہیں جن سے ہمارے جسم کی برقی توانائی کے بہاؤ میں تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر صحیح طریقے سے وضو کیا جائے تو ہمارے ہاتھوں کی انگلیوں میں ایک خاص لچک پیدا ہو جاتی ہے جو ہمارے اندر موجود آرٹ کی صلاحیتوں کو ابھارتی ہے۔

ہاتھ دھونے کے بعد ہم کلیاں کرتے ہیں جس سے ہمارے منہ کی صفائی ہوتی ہے اور ہمارے دانت مختلف قسم کی بیماریوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ دوران وضو کلیاں کرنے سے نہ صرف دانتوں کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں بلکہ دانت چمکدار بھی ہو جاتے ہیں۔ اس سے ہماری حس مزا مزید مضبوط ہو جاتی ہے اور یہ عمل گلے کی بیماریوں سے بھی محفوظ رکھتا ہے۔

کلیاں کرنے کے بعد ہم تین بار ناک میں پانی ڈالتے ہیں۔ ناک انسانی جسم کا اہم ترین عضو ہے۔ ناک کا سب سے اہم کام انسانی آواز کو خوشگوار اور دلکش بناتا ہے۔ اگر ہم ناک بند کر کے بولنے کی کوشش کرتے ہیں تو فرق واضح طور پر محسوس کیا جا سکتا ہے۔ ناک کے پردے ہماری آواز کو متاثر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ناک باہر کی ہوا کو پھیپھڑوں کی مناسبت سے گرم، نم اور صاف ستھرا کرتی ہے۔ ہر انسان ناک کے ذریعے دن بھر میں 500 کیوبک فٹ ہوا اندر لیتا ہے۔ پھیپھڑوں کو وہ ہوا درکار ہوتی ہے جو جراثیم، گرد اور آلودگی سے پاک ہو اور اس کام کے لیے اللہ تعالیٰ نے ناک کی صورت میں ایک چھوٹا سا فلٹر ہمیں عطا کیا ہے۔

وضو کے دوران ناک میں جانے والا پانی ناک میں موجود نظر آنے والے فلٹرز کی صفائی کرتا ہے جن سے ان کی کارکردگی میں بہتری آتی ہے اور پھیپھڑوں کو صاف ہوا میسر آتی ہے اور انسان بہت سی بیماریوں سے بچ جاتا ہے۔

وضو کے دوران چہرے کو تین بار دھونے میں بھی فائدے پنہاں ہیں۔ اس سے چہرے کی جلد نرم اور ہموار ہوتی ہے۔ وہ مسام جو گرد اور آلودگی سے بند ہو جاتے ہیں، وضو کرنے سے کھل جاتے ہیں، چہرہ پرکشش اور خوب صورت دکھنے لگتا ہے۔ اگر خون کا دباؤ بہت تیز یا بہت آہستہ ہے تو وہ بھی معتدل رفتار پر آ جاتا ہے۔ چہرہ دھونے کے دوران جب پانی آنکھوں میں داخل ہوتا ہے تو وہ آنکھ کے پٹھوں کو مضبوطی دیتا ہے، آنکھوں کی سفیدی بڑھ جاتی ہے اور پتلیاں چمکدار ہو جاتی ہیں۔ جو لوگ باقاعدگی سے وضو کرتے ہیں ان کی آنکھیں خوب صورت اور پرکشش ہوتی ہیں۔ کہنیوں تک ہاتھ دھونے سے ہاتھوں اور کلائیوں میں مضبوطی پیدا ہوتی ہے اور ہاتھوں کی جلد نرم ہو جاتی ہے۔

ہمارے سر پر موجود بال ہمارے لیے انٹینا کا کام انجام دیتے ہیں۔ انسان جب تک دماغ سے کسی کام کے لیے ہدایت حاصل نہیں کرتا وہ کوئی کام نہیں کر سکتا۔ جب تک اسے بھوک محسوس نہیں ہوتی وہ کچھ کھاتا نہیں ہے، بستر پر تب ہی لیٹتا ہے جب اسے نیند آتی ہے۔ اس طرح خوشی، غم اور دیگر جذبات ہم تب ہی محسوس کرتے ہیں جب دماغ ان کے بارے میں ہدایات دیتا ہے۔

انتخاب۔۔آنچل

اسی طرح جب ہم وضو کا ارادہ کرتے ہیں تو ہمیں یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم یہ کام اللہ کے لیے کر رہے ہیں۔ جب ہم وضو کے تمام ارکان پورے کرنے کے بعد سر کا مسح کرتے ہیں تو ہمارا دماغ اللہ کے حضور حاضر ہو جاتا ہے، جب ہم سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو لاشعوری طور پر غم، منافقت اور وہ تمام اعمال و احساسات جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے دور کرتے ہیں، ان سے بے پروا ہو جاتے ہیں۔ ہمارا دماغ ان ہدایات پر غور کرنے لگتا ہے جو ہمیں اللہ سے قریب کر دیتی ہیں۔

انسانی جسم کا ایک اہم عضو شہ رگ بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''میں تم سے تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں''۔ زندگی کی یہ رگ ہمارے سر اور گردن کے درمیان موجود ہے۔ گردن کا مسح کرنے سے ہمارے جسم کو ایک خاص قسم کی توانائی ملتی ہے جس کا تعلق ہماری ریڑھ کی ہڈی اور جوڑوں سے ہے۔ مسح کے دوران یہ توانائی ہمارے ہاتھوں سے اس شہ رگ میں داخل ہوتی ہے اور ریڑھ کی ہڈی سے گزر کر پورے اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے۔

قدرت کا نظام ہے کہ چاہے پانی ہو یا توانائی، اس کا بہاؤ ضروری ہوتا ہے۔ وضو کے آخر میں پیروں کو دھونے سے وہ توانائی جو ہمارے جسم کے اندر دوران وضو جمع ہو جاتی ہے اس کا اضافی حصہ جو کہ انسانی جسم کے لیے خطرناک ہوتا ہے، ہمارے پیروں کے ذریعے زمین میں منتقل ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں ہمارا جسم برقی خطرات سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

یہ وضو کے وہ فوائد ہیں جو کہ صرف آغاز ہے۔ عین ممکن ہے کہ دیگر تحقیقات وضو کے اور بھی بے شمار فوائد سامنے لے آئیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو احکامات اور تعلیمات آج سے 1400 سال قبل مکمل کر دیے تھے وہ دنیاوی طور پر آج انسانی زندگی کے لیے بہترین ثابت ہو رہے ہیں۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام ہی دنیا کا کامل مذہب ہے۔

جو:۔
نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرغوب کھانا

انتخاب۔آنچل

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر جو کی روٹی تناول فرماتے تھے۔ آپ خود بھی مختلف طریقوں سے جو کو بطور غذا استعمال کرتے اور صحابیوںؓ کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ بھوک لگنے پر اکثر جو کا ستو پھانک لیتے۔

ایک دفعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کی روٹی کا ٹکڑا لیا اور اس کے اوپر کھجور رکھی اور فرمایا "یہ اس کا سالن ہے" اور کھالیا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کا آٹا بے حد پسند فرماتے تھے۔ جو کا آٹا بے حد غذائیت بخش ہے۔ فاسفورس، چربی اور دیگر مقوی اجزاء کا مرکب ہے۔ جو کے آٹے میں پانی 5 فیصد، گوشت پیدا کرنے والے اجزاء 29 فیصد، روغنی اجزاء 21 فیصد نشاستہ اور شکر 1 فیصد، نمکین اجزاء 91 فیصد ہوتے ہیں۔ جو کے دلیے میں پروٹین شامل ہوتے ہیں۔ دودھ میں ملا کر جو کا استعمال بہت سی دواؤں سے بہتر ہے۔

جو میں کاربوہائیڈریٹ پایا جاتا ہے جو ہمارے جسم کو حرارت اور توانائی بخشتا ہے۔ غذا کا نصف حصہ کاربوہائیڈریٹس پر مشتمل ہونا چاہیے۔ جو کے بیجوں میں بیکٹیریا اور فنگس مارنے کی طاقت ہوتی ہے۔ جو کے بیجوں سے ایک وٹامن دریافت ہوا ہے جو اور کسی اناج میں نہیں۔ یہ وٹامن B-15 کہلاتا ہے۔ اس کو Pangamic Acid کا نام دیا گیا ہے۔

کمزور بچوں کے وزن میں اضافے کے لیے جو سے بہتر کوئی غذا نہیں۔ جسم موٹا کرنے کے لیے جو کو پانی میں بھگو کر اس کے اوپر کا چھلکا اتار کر دودھ میں کھیر کی طرح پکا کر کھانا چاہیے۔ سینے اور پیٹ کی بیماریوں کے لیے جو بے حد مفید غذا ہے۔ کھانسی، دمہ، گرمی کا سر درد، پیاس، معدے کے درد میں اس سے بہت افاقہ ہوتا ہے۔

یہ معدے اور پیٹ کی بیماریوں میں صحت بخش ہے اور قوت بخش بھی۔ معدے کے السر کے مریضوں کو ہلکی غذا کے طور پر جو دیا جاتا ہے۔

حضرت اُم المنذرؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علیؓ کے ہمراہ تشریف لائے۔ آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں۔ دونوں نے تناول فرمائیں۔ جب حضرت علیؓ نے چند کھجوریں کھالیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں روک دیا اور فرمایا کہ تم ابھی بیماری سے اٹھے ہو، کمزور ہو، مزید مت کھاؤ۔ اس کے بعد حضرت علیؓ کے لیے جو کی روٹی اور چقندر تیار کیے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم اس میں سے کھاؤ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔"

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہؓ اکثر بیمار کے لیے تلبینہ (جو سے بنا کھانا) تیار کرنے کا حکم دیا کرتی تھیں کیوں کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ ہمارے لیے بے حد مفید ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کھانے کو دل کے امراض کا علاج بتاتے تھے۔ جب کوئی رسول اکرم صلی اللہ علیہ سے بھوک کی کمی کی شکایت کرتا تو آپ تلبینہ کھانے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ یہ تمہارے معدوں سے غلاظت صاف کرتا ہے۔

جو کی روٹی جسم کو پتلا کرتی ہے۔ ماڈرن انسائیکلوپیڈیا کے مطابق بیماری سے اٹھنے والوں کے لیے جو قیمتی غذا ہے، خاص کر آب جو آنتوں کی سوزش اور اسہال کے مریضوں کے لیے بہترین ہے۔

ایسے مریضوں کے لیے آب جو کے استعمال کا طریقہ حاضر ہے:

تقریباً ایک چھٹانک جو کو چار پونڈ پانی میں ابال لیں۔ جب پانی نصف رہ جائے تو اتار لیں۔ اگر اسے قبض کشا بنانا ہے تو اس میں 2 اونس خشک انجیر کے ٹکڑے ملا دیں۔ ذائقہ اور طاقت بھی درکار ہو تو 2 اونس کشمش بھی ملا لیں اور مناسب وقفوں سے ایک ایک کپ پلائیں۔

پیٹ کی بہتری کے لیے ذرا سا جو سوتی کپڑے میں باندھ کر ایک گلاس یا تھوڑے سے پانی میں نصف گھنٹہ ابال کر ٹھنڈا کر کے پلا دیں۔

ناشتے کے لیے بھی آب جو مفید ہے۔ تین چار پیالے پانی میں ایک پیالہ جو اور تھوڑی سی کشمش ابال لیں۔ نرم ہو جائے تو اسے اتار کر گرم دودھ کے ساتھ استعمال کریں۔ ذائقے اور طاقت کے لیے تھوڑا سا شہد ملا لیں۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل خانہ میں سے جب کسی کو بخار آتا تو آپ جو کا حریرہ استعمال کرنے کا حکم دیتے۔ حریرہ تیار ہو جاتا تو آپ حریرہ پینے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ یہ رنجیدہ دل کو قوی کرتا ہے اور بیماری کے دل کو دھوتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی اپنے چہرے کے گرد و غبار کو پانی سے دھوتا ہے۔

چکن اسٹیک ود پیپر ساس

ChickenSteakswithPepperSauce

انتخاب۔۔فاطمہ اسد

چکن ڈرم اسٹکس دو عدد
چکن بریسٹ دو عدد
نمک حسب ذائقہ
کالی مرچ دو چائے کے چمچ (کٹی ہوئی)
مسٹرڈ پیسٹ ایک کھانے کا چمچ
تیل حسب ضرورت

ساس کے لئے:
تیل حسب ضرورت
پیاز ایک چائے کا چمچ (کٹی ہوئی)
چکن اسٹاک تین چوتھائی کپ
کالی مرچ دو چائے کے چمچ (کٹی ہوئی)
گرین پیپر کارن ایک چائے کاچ مچ
ہیوی کریم چار کھانے کے چمچ
نمک حسب ذائقہ

چکن بریسٹ، چکن ڈرم اسٹکس کو نمک، کٹی کالی مرچ اور مسٹرڈ پیسٹ سے میری نیٹ کرلیں۔
اب بارہ انچ کے ہیوی بوٹم پین کو درمیانی آنچ پر گرم کریں۔
چکن اسٹیک کو دونوں طرف سے تھوڑے تیل سے برش کرکے براؤن ہونے تک پکائیں اور نکال لیں۔
پھر اسی پین میں تھوڑا تیل اور کٹی پیاز شامل کرکے سوتے کریں۔
پھر چکن اسٹاک ملا کر اتنا پکائیں کہ آمیزہ آدھا رہ جائے۔
اس کے بعد درمیانی آنچ کرکے کٹی کالی مرچ، گرین پیپر کارن اور ہیوی کریم شامل کردیں۔
اب اسے تیز آنچ پر پکائیں اور مسلسل چمچہ چلاتے رہیں۔
سوس گاڑھا ہونے لگے تو حسب ذائقہ نمک ڈال کر مکس کریں اور چولہا بند کردیں۔
آخر میں سرونگ پلیٹ میں اسٹیک رکھیں۔
پھر اوپر سے ساس ڈال کر گرم گرم سرو کریں۔

وٹامن سی کیوں ضروری ہے؟ (Vitiman C)

خوراک، انسانی جسم کو کئی اہم مادے، مثلاً پروٹین، چکنائیاں، کاربوہائیڈریٹس، پانی اور نمکیات مہیات کرتی ہے۔ تاہم، زندگی کی بقا کے لئے ہمیں وٹامن اور اس جیسے دوسرے اجزا کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ وٹامن سی، تازہ سبزیوں اور ترش پھلوں میں پایا جاتا ہے۔ انسانی جسم میں وٹامن کی کمی کی صورت میں، اس پر بیماریوں کا حملہ ہوسکتا ہے۔ دراصل، وٹامن کی کمی کی صورت میں خون کی رگیں کمزور ہوجاتی ہیں اور خون بآسانی بہنے لگتا ہے۔ جلد پر آنکھوں کے قریب سیاہ اور نیلے نشانات ظاہر ہوجاتے ہیں، مسوڑھوں سے خون بہنے لگتا ہے، انسانی جسم کے ہارمون اور خامرے اپنا کام ٹھیک طرح انجام نہیں دے پاتے اور جسمانی بیکٹیریا کے خلاف جسمانی مدافعت میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔

وٹامن سے متعلق آگاہی سے بہت عرصہ قبل بھی یہ مشاہدہ کیا جاچکا تھا کہ جب کچھ خاص اقسام کی سبزیوں اور پھلوں کو خوراک میں شامل نہ کیا جائے تو بیماریاں جڑ پکڑنے لگتی ہیں۔ مثال کے طور پر، ملاح جو طویل بحری سفر اختیار کرتے تھے، وہ عرصے تک تازہ سبزیاں استعمال نہ کر سکتے تھے۔ ایسے ملاحوں کو اسقربوط یا سکروی (Scurvy) نامی بیماری لاحق ہو جاتی تھی۔ سترہویں صدی عیسوی میں، برطانوی ملاحوں کو اس بیماری سے بچاؤ کے لیے خوراک میں استعمال کے لیے لیموں دیئے جاتے تھے۔

حقائق:

پھلوں میں توانائی، ضروری وٹامن اور نمکیات کی بڑی مقدار پائی جاتی ہے۔ وٹامن، دراصل ایک طرح کے کیمیکل ہیں، جو دیرپا صحت کے لیے ضروری ہیں۔ وٹامن کی بعض اقسام جسم میں ذخیرہ ہوجاتی ہیں جب کہ باقی کو روزانہ کا حصہ بنانا ضروری ہے۔

شکیل احمد صدیقی

نئے سال کا جشن

احمد ایک اچھا لڑکا تھا اسکی عمر کوئی ۱۴ سال کی تھی۔وہ آٹھویں جماعت کا ذہین اور با اخلاق طالب علم تھا۔جنوری ۲۰۱۰ کے شروع ہونے میں چند ہی گھنٹے باقی تھے۔اُس نے عشاء کی نماز کے بعد اپنے گھر والوں کے ہمراہ کھانا کھایا اور پھر سیر کے لیے نکل پڑا۔وہ ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک چونکا گیا۔اسے سڑک پر چار دوست علی ، حمزہ ، عثمان اور عمر موٹر سائیکلوں پر نظر آئے۔چونکنے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس۔۔۔۔تواپنی موٹر سائیکلیں تو تھی ہی نہیں تو پھر یہ !!!

احمد نے اُن سے یہ بات پوچھی تو وہ قہقہہ لگا کر کہنے لگے کہ یار تجھے پتہ نہیں کہ نیا سال شروع ہونے والا ہے۔ہم نے اسی خوشی میں نئی گاڑیاں کرائے پر لی ہیں تاکہ ریس لگائیں اور پھر اُنھوں نے اپنی گاڑیاں آگے بڑھا دیں۔

احمد اُن کی بات سُن کر حیران ہوا۔ابھی وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اُس کو اپنے چھوٹے چچا کے دوست عباس اور حسین انکل نظر آئے جو بندوق کو آسمان کی طرف کئے گھڑی میں وقت دیکھ رہے تھے۔احمد نے اُن سے ماجرا پوچھا تو اُنھوں نے احمد کا مذاق اُڑایا اور اُسے پاگل کا خطاب دے دیا اور کہا کہ ہم نئے سال کے جشن میں فائرنگ کریں گے۔

احمد کو اُن کی بات سن کر اور نئے سال کا اس طرح جشن مناتے ہوئے دیکھ کر بہت دکھ ہوا۔وہ اور آگے تو اپنے مدرسے کے دہم کے لڑکوں کو دیکھا جو گانوں کی دھن پر رقص کر رہے تھے۔احمد نے اُن سے پوچھا کہ یہ کیا کر رہے ہو ؟؟ اُنھوں نے بھی کہا کہ نئے سال کا جشن منا رہے ہیں اور اسی خوشی میں ہم نے پارٹی رکھی ہے۔

احمد کو اُن کی باتیں سن کر بہت دکھ ہوا اور اب اُس سے یہ برداشت نہیں ہو رہا تھا۔وہ واپس پلٹا گھر پہنچ کر وہ سیدھا دادا جان کے کمرے میں گیا اور دادا جان سے پوچھا کہ دادا جان !! نئے سال کا جشن کس طرح منایا جاتا ہے ؟؟؟ کیا ریس لگا کر ؟؟ کیا ہوائی فائرنگ کر کے ؟؟؟ کیا گانوں پر رقص کر کے ؟؟؟ احمد نے ایک ہی سانس میں اپنے دادا جان سے کئی سوال

پوچھ ڈالے۔

بیٹا یہ کسی نے کہا کہ نیا سال اس طرح مناتے ہیں ؟؟ بیٹا جو لوگ اس طرح کرتے ہیں وہ اپنا پیسہ ضائع کرتے ہیں اور گناہ گار بھی ہوتے ہیں۔دادا جان نے سمجھایا۔

دادا جان !! یہ لوگ اس طرح کا کام کر کے بھی مسلمان کہلاتے ہیں جب کہ یہ کام گناہ میں شمار ہوتے ہیں اور مسلمانوں کو یہ کام نہیں کرنے چاہئیں ۔احمد نے بڑی معصومیت سے اپنے دادا جان سے کہا۔

بیٹا !!! واقع یہ کام مسلمانوں کے نہیں ہیں جو اس طرح سے نیا سال مناتے ہیں وہ بس نام کے ہی مسلمان ہیں۔جب کہ مسلمانوں کا نیا سال تو محرم سے شروع ہوتا ہے نہ کہ جنوری سے۔جنوری سے نیا سال تو یہودی مناتے ہیں اور جو ان کے طریقوں پر چلے گا قیامت کے دن اللہ تعالی ان لوگوں کو ان ہی کی قوم سے اُٹھائے گا۔دادا جان نے احمد کی بات کا جواب دیا۔

دادا جان !!! یہ لوگ جو اپنا پیسہ فضول کاموں پر خرچ کرتے ہیں ، ان سے غریبوں کی مدد کریں تو اللہ تعالی ان سے کتنا خوش ہوگا ؟؟ احمد نے کہا۔

ہاں بیٹا !!! تم ٹھیک کہتے ہو۔کاش !!! لوگ سمجھ جائیں اور نئے سال کا آغاز اللہ تعالی کی عبادت نیز اپنے گناہوں کی معافی مانگ کر کریں۔

دادا جان نے آہ بھرتے ہوئے کہا۔

دادا جان !!! اللہ تعالی ہم سب کو ایسے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین۔احمد نے کہا۔

آمین۔۔دادا جان نے دعا کے لیے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے کہا اور دونوں اللہ تعالی سے دعا کرنے اور عبادت کرنے میں مشغول ہوگئے۔

مہ وش افسر

ایمانداری کا صلہ

پریشان حال شخص نے احمد سے پوچھا "تمہیں یہاں گری ہوئی کوئی تھیلی ملی ہے" آپ کی تھیلی کیسی ہے؟ احمد بولا۔ اس شخص نے اپنی تھیلی کی چند نشانیاں اسے بتائیں تو احمد نے جیب سے تھیلی نکال کر اس شخص کے حوالے کر دی۔ وہ شخص تھیلی پا کر بہت خوش ہوا اور بولا: بیٹا تمہارا بہت بہت شکریہ، تم نے مجھے تباہی سے بچا لیا۔ اس تھیلی میں میری سال بھر کی کمائی جمع ہے۔ یہ کہہ کر اس شخص نے احمد کو چاندی کا ایک سکہ انعام کے طور پر دیا۔ احمد واپس گھر کی طرف چل دیا۔ راستے میں ایک آدمی کو دیکھا جو شہر سے سبزیوں کے بیج فروخت کرنے آیا تھا۔ احمد نے چاندی کے سکے سے سبزیوں کے بیج خرید لئے گھر آ کر اس نے زمین تیار کی اور سبزیوں کے بیج بو دیئے۔ چند دن بعد ننھے منے پودے نمودار ہو گئے تو احمد بہت خوش ہوا۔ وہ اپنے پودوں کا بڑا خیال رکھتا تھا۔ اس لئے اس کی فصل بڑی اچھی ہوئی۔ ایک دن وہ گھر بیٹھا تھا کہ سامنے سے وہی شخص گزرا جس کی تھیلی احمد نے لوٹائی تھی۔ احمد نے بھاگ کر اس شخص کو سلام کیا اور اسے اپنے گھر لے آیا، اس کی خاطر مدارات کی جب وہ جانے لگا تو احمد نے ایک ٹوکری میں تازہ سبزیاں بھر کر اسے پیش کیں۔ وہ شخص یہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا احمد بیٹا یہ کیا؟" آپ کے دیئے ہوئے چاندی کے سکے سے میں نے یہ بیج خریدے تھے۔ ابھی بیجوں سے یہ سبزیاں تیار ہوئی ہیں۔ یہ میرے ننھے سے کھیت کی پیداوار ہیں اور یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔ میری طرف سے آپ یہ حقیر تحفہ قبول فرمائیں۔ احمد نے جواب دیا۔

وہ شخص یہ سن کر بہت خوش ہوا اور بولا بیٹا میں زمیندار ہوں۔ مجھے ایک ایسے نوجوان کی ضرورت ہے جو ایماندار اور عقل مند ہو۔ اللہ کے فضل سے یہ دونوں خوبیاں تمہارے اندر موجود ہیں۔ آج سے میں نے تمہیں ملازم رکھ لیا ہے۔ تم دن کو تعلیم حاصل کیا کرنا اور شام کو میرے کاروبار کا حساب کتاب کیا کرنا۔ میں تمہیں اس کے عوض ہر ماہ 200 چاندی کے سکے دیا کروں گا۔ احمد یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کام کرنے کی حامی بھر لی اب وہ دن کو تعلیم حاصل کرتا اور رات کو کام کیا کرتا۔ اس طرح تعلیم کی منزلیں طے کرتا ہوا احمد بڑا آدمی بن گیا۔ اس نے غریبوں کیلئے کئی سکول اور ہسپتال قائم کئے اور آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔

خوبصورت پیغام

جب تک تمہیں یقین نہ ہو جائے کے اللہ کا خزانہ ختم ہو گیا ہے، تب تک اپنی روزی کے لئے غمگین نہ ہونا ۔

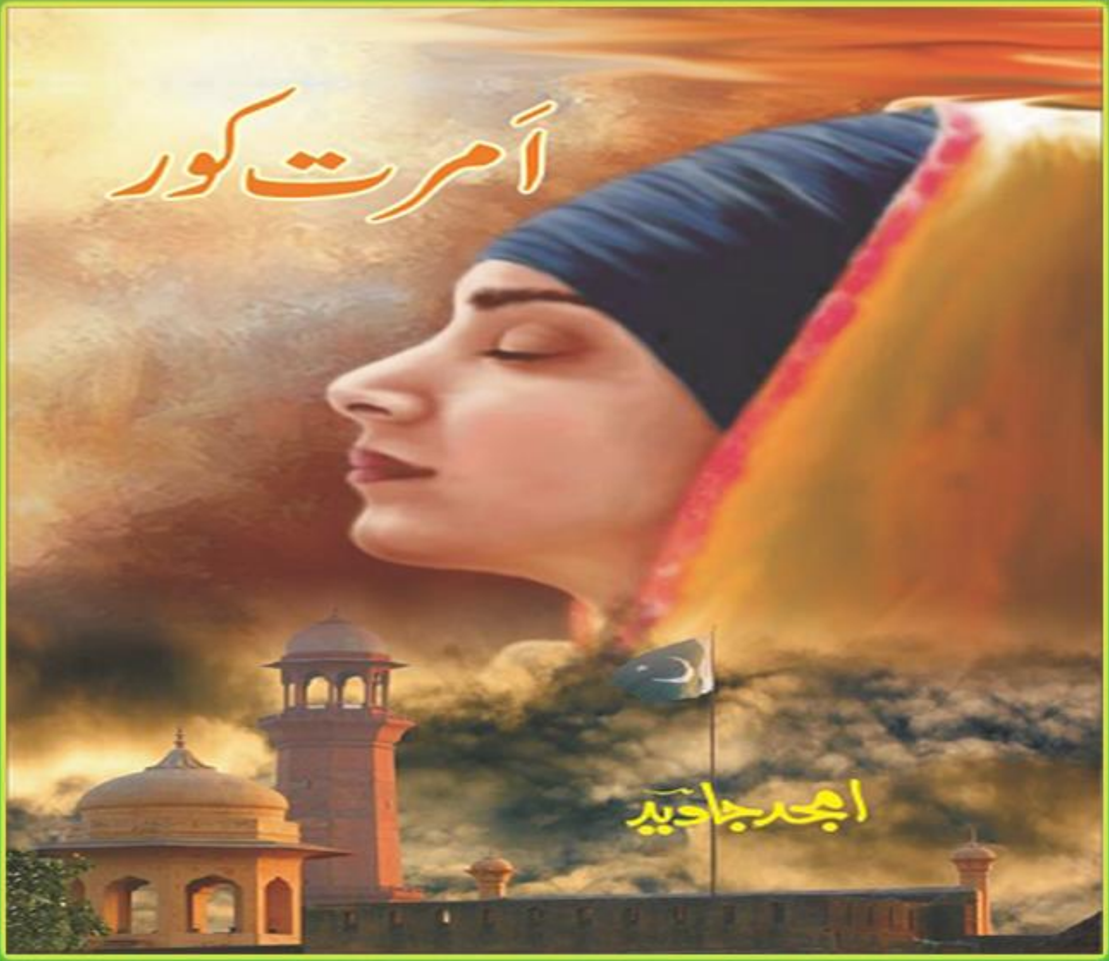

بقیہ حصہ

وہ اپریل کے آخری دن کی ایک صبح تھی ۔ جب میں اور بھان سنگھ امرتسر ائیر پورٹ سے ضروری کاغذی کارروائی کے بعد باہر آئے۔ ہم ائیر پورٹ عمارت میں کھڑے تھے اور سامان کا انتظار کر رہے تھے۔ وہاں ہر طرف مختلف رنگوں کی پگڑیوں والے سنگھ حضرات دیکھ کر ایک دم سے مجھے لاہور اسٹیشن یاد آ گیا۔ اکثر سکھ یاتریوں کو وہاں دیکھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ ویسا ہی ماحول مجھے یہاں بھی لگا۔ گورمکھی اور انگریزی میں لکھے ہوئے سائن بورڈ کے علاوہ مجھے وہاں قطعاً اجنبیت محسوس نہیں ہوئی تھی۔ شاید یہ پنجاب کی ہواؤں کا اثر تھا۔ میں اردگرد کے ماحول سے اپنے اندر اٹھنے والے تاثرات میں کھویا ہوا تھا کہ اچانک ہمارے سامنے ایک جواں سال لڑکی آن کھڑی ہوئی۔ سرمئی رنگ کی شلوار قمیص پہنے، جس کے ہاف سلیو میں سے گوری بانہیں اور زرد چوڑیاں اپنی جانب متوجہ کر رہی تھیں۔ تیکھے نقوش والی اس لڑکی کے چہرے پر خوشی پھوٹ رہی تھی۔ اس کا آنچل گلے میں تھا اور وہ پُرشوق نگاہوں سے ہمیں دیکھ رہی تھی۔ اسے دیکھتے ہی بھان سنگھ خوشی سے بولا۔

''اوئے بلے بلے......آ گئی پریتو''۔ پھر میری طرف دیکھ کر تعارف کراتے ہوئے بولا۔''اس سے ملو، یہ ہے میری منگیتر پریت کور''۔

''اچھا تو یہ ہے اپنی پریتو......!''میں نے خوشگوار انداز میں کہا تو وہ کافی حد تک شرماتے ہوئے دونوں ہاتھ جوڑ کر بولی۔

''ست سری اکال......اور خوش آمدید، بہت خوشی ہوئی آپ کو یہاں دیکھ کر۔ ورنہ صرف بھان ہی سے آپ کے بارے میں سنتی تھی''۔

''میں نے بھی اس سے تمہاری بڑی باتیں سنی ہیں، بہت پیار کرتا ہے تمہیں''۔ میں نے اس کے چہرے پر بکھرتے ہوئے رنگوں کو دیکھ کر کہا تو وہ ایک دم سے شرما گئی۔ پھر بھان کی طرف دیکھ کر بولی۔

''اب کھڑے کیوں ہو، چلتے کیوں نہیں''۔

''اوئے سوہنیو......! سامان لے لیں۔ یا انہیں ہی دے جانا ہے''۔ بھان نے اندر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا پھر اس سے مخاطب ہو کر بولا۔''پرتو اکیلی کیوں آ گئی۔ تیرے ساتھ کوئی اور نہیں آیا''۔

''بتا، کس نے آنا تھا، تیری بے بے باپو نے یا میری بے بے باپو نے......وہ وہاں تیرے گھر میں اکٹھے ہو کر تیرا انتظار کر رہے ہیں''۔

بھان سنگھ اسے کوئی جواب نہ دے سکا۔ بلکہ اس پورٹر کی طرف متوجہ ہو گیا جو ہمارا سامان لے آیا تھا۔ ہم نے سامان لیا اور عمارت سے باہر آ گئے۔ پریت کور ہمارے آگے آگے جا رہی تھی۔ پھر ایک فور وہیل جیپ کے پاس رک گئی۔ اسے کھولا تو ہم نے سامان رکھا۔ تبھی وہ پچھلی نشست پر بیٹھنے لگی۔

''نا پریت......! تو ادھر بھان کے ساتھ پسنجر سیٹ پر بیٹھ، اتنے عرصے بعد وہ واپس آیا ہے۔ گپ شپ لگا اس کے ساتھ میں ادھر......''

''میں روز گپ لگاتی ہوں اس کے ساتھ، آپ بیٹھو''۔ یہ کہتے ہوئے اس نے چابی بھان سنگھ کی طرف اچھال دی۔ اس نے پکڑی اور ڈرائیونگ پر جا بیٹھا۔ ائیر پورٹ سے نکل کر جب ہم کشمیر روڈ پر آ گئے تو بھان سنگھ نے پوچھا۔

''اوئے پرتیو......! سنا امرت کور کیسی ہے؟''

''ٹھیک ہے وہ، اسے کیا ہونا ہے، آج کل اس نے نیا ڈرامہ شروع کیا ہوا ہے''۔ وہ یوں بولی جیسے یہ اس کے لیے غیر دلچسپ سی بات ہو۔

''وہ کیا ہے؟'' بھان سنگھ نے تجسس سے پوچھا۔

''کوئی دو ہفتے ہوئے ہیں، اپنے گھر سے کوئی نہ کوئی میٹھی شے لے کر نکلتی ہے۔ اسے اپنے ساتھ رکھتی ہے، پھر گردوارے کے باہر بچوں میں بانٹ دیتی ہے۔ خوشی خوشی گھر چلی جاتی ہے''۔ وہ اپنی رو میں کہتی چلی گئی مگر میں اپنے طور پر چونک گیا۔ کوئی دو ہفتے پہلے ہی تو ہم میں بات ہوئی تھی۔ کیا یہ ہماری وجہ سے ہوا؟ اگر ایسا ہے تو یہ کیسے ہوا؟ میں اس نہج پر سوچنے لگا۔ مجھے اس کی کوئی منطق سمجھ میں نہ آئی تو خود پر ہنس دیا۔ میں نے یونہی خواہ مخواہ امرت کور کو اپنے ذہن پر سوار کر لیا تھا۔ یہ ایسے اتفاق ہی ہوگا جو میں اپنے ساتھ جوڑنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ میں خاموش تھا اور وہ دونوں باتیں کرتے جا رہے تھے۔ بھان سنگھ اور پریت کور دونوں کی جوڑی بھی عجیب تھی۔ بہ قول بھان سنگھ۔۔۔ایک طرح سے رب نے ہم دونوں کے بارے میں بہت پہلے ہی سے فیصلہ کر دیا ہوا تھا کہ میری شادی اسی پریت کور سے ہوگی۔ ہوا یوں تھا کہ چاچی جسمیت کور کی ایک بچپن کی سہیلی تھی کلجیت کور، جو بیاہ کر اسی گاؤں جھتوال میں آ گئی تھی۔ پریت کور جب پیدا ہوئی تو اس کی ماں اس دنیا میں نہ رہی۔ چاچی جسمیت کور نے اسی دن اسے اپنی گود میں لے لیا تھا کیونکہ اس کی اپنی کوئی اولاد نہیں تھی۔ یوں پریت کور اسی آنگن میں پلی، بڑھی اور جوان ہوئی۔ ان سب میں یہ طے ہو چکا تھا کہ ان کی شادی کر دی جائے گی۔ اس لیے وہ ایک دوسرے سے خاصے بے تکلف تھے۔ تبھی ایک خیال میرے ذہن میں آ گیا کہ بھان سنگھ نے پریت کور کو میرے بارے میں ضرور بتا دیا ہوگا کہ میں یہاں کیوں آیا ہوں۔ یا ممکن ہے نہ بتایا ہو۔ سو خاموشی ہی ٹھیک تھی۔

تقریباً پچیس منٹ کے سفر کے بعد وہ بڑی سڑک پر سے ایک ذیلی سڑک پر مڑ گیا اور اس کے ساتھ ہی خوشی سے لبریز لہجے میں بولا۔

''لے بھئی بلال......! آ گئے اپنے گاؤں وہ دیکھ سامنے''۔

میں نے دیکھا سامنے کچھ فاصلے پر گاؤں نظر آ رہا تھا۔ وہ خاصا بڑا گاؤں تھا۔ ان میں ایک بھی گھر مجھے کچا دیکھنے کو نہیں ملا۔ ممکن ہے کوئی ہو۔ تاہم اردگرد کی زرخیز فصلوں سے میں ہی اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس گاؤں کے لوگ خوشحال ہوں گے۔ اس گاؤں میں سب سے اونچا ایک مینار نما برج تھا جو دور ہی سے دکھائی دے رہا تھا۔ میں نے اس کے بارے میں پوچھا۔

''وہ گرودوارہ ہے...... سنت ہردوار جی کی یاد میں بنایا ہے۔ امرت کور یہیں روزانہ آتی ہے۔ ابھی ہم اس کے قریب ہی سے گزر کر جائیں گے''۔ بھان سنگھ نے عام سے انداز میں کہا تو پریت کور تیزی سے بولی۔ ''ویسے بلال......! آپ کا آنا سر آنکھوں پر، ہمیں خوشی ہے کہ آپ آئے، گرو کی مہر ہوتی ہے کوئی مہمان گھر میں آئے، لیکن یہ جس وجہ سے آپ کو یہاں لے کر آیا ہے نا...... مجھے کوئی یقین نہیں ہے اس پر''۔

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا، وہ تیزی سے بولا۔

''یار پریت بات سن......! تمہیں یقین نہیں ہے تو نہ سہی۔ پر یہ یاد رکھ، یقین کامل ہوتا ہے، پیر کامل نہیں ہوتا''۔

''پر وہ کون سی سادھو سنت ہے پاگل عورت ہے''۔ وہ اکتائے ہوئے لہجے میں بولی۔

''اچھا ایک بات سن، یہ بات میں نے تمہیں بتائی ہے۔ تم نے گھر والوں سے تو نہیں کی''۔ بھان سنگھ نے تشویش سے پوچھا۔

''نہیں، میں ایسی فضول بات نہیں کرتی، بلال کا سارا تاثر ہی ختم ہوتا، میں بھی تم سے یہ کہنے والی تھی، تم بھی ایسی کوئی بات نہ کرنا''۔ پریت نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔ میں ان دونوں کی باتوں سے بہت کچھ اخذ کر چکا تھا اور اس وقت میرے ذہن میں یہی خیال آ رہا تھا کہ بھان سنگھ نے محض میرا دھیان زویا سے ہٹانے کے لیے یہ سب کچھ کیا ہے۔ مجھے بھان سنگھ پر غصے کی بجائے پیار آنے لگا تھا۔ میں مسکرا دیا۔ اس وقت ہم گاؤں میں داخل ہو چکے تھے۔ پھر چند گلیاں پار کرنے کے بعد وہ ایک بڑی ساری حویلی نما گھر کے پھاٹک کے اندر گاڑی لے گیا اور پھر بڑے صحن میں ایک طرف گاڑی روک دی۔

برآمدے میں گھر کے افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ہم دونوں آگے بڑھے، ہمارے پیچھے پریتو تھی۔وہاں پانچ افراد تھے۔جیسے ہی ہم ان کے قریب پہنچے، بھان سنگھ ایک درمیان سے بدن والے لمبے قد کے ادھیڑ عمر شخص کے قدموں میں جھکا، اس نے جلدی سے بھان کو سینے سے لگالیا۔پھر وہ قریب کھڑے ایک موٹے سے شخص کے قدموں جھکا اس نے بھی بھان کو گلے لگالیا۔وہیں اور پتلی سی خواتین تھیں، وہ ان کے قدموں میں لگا، پھر قریب ہی چوکی پر بوڑھی خاتون کے پاس گیا اور اسے پیار سے ملا۔ان سب سے ملنے کے بعد میری طرف متوجہ ہوا۔جس ترتیب سے وہ ان کے ساتھ ملا تھا ویسے ہی تعارف کراتا گیا۔

''یہ میرے باپو جی ہیں، سردار پردیب سنگھ جی''۔اس نے کہا تو میں نے مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھایا۔انہوں نے نہ صرف مصافحہ کیا بلکہ مجھے گلے لگالیا۔تبھی وہ بولا۔''اور یہ میرے چاچا جی سردار امریک سنگھ جی''۔میں نے مصافحہ کیا تو انہوں نے بھی ایسے ہی گلے لگالیا۔''یہ میری ماں جی اور یہ میری چاچی''۔ان خواتین نے بھی باری باری میرے سر پر ہاتھ پھیر اور بڑے پیار سے اپنے ساتھ لگا کر اپنی محبت کا اظہار کیا۔''اور یہ ہے میری دادی پرونت کور...... ہمارے گھر کی سب سے بڑی......''

میں ان کے پاس گیا وہ میری طرف بڑے غور سے دیکھ رہی تھیں۔شاید ان کی نگاہ کمزور تھی، لیکن نہیں، بات یہ نہیں تھی، وہ میری طرف یوں دیکھ رہی تھیں جیسے مجھے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہوں، ان کے چہرے پر تعجب، حقیقت اور تجسس کے ملے جلے آثار تھے، جنہیں دیکھ کر میں چند لمحوں کے لیے الجھا تو سہی، لیکن پھر یہی سوچ کر اس الجھن کو خود سے دور کر دیا کہ ممکن ہے انہوں نے میری تصویر دیکھی ہو، بھان سنگھ نے لاتعداد تصویریں اپنے گھر میں بھجوائی تھیں۔پرونت کور کی نگاہ مجھ میں ہی تھی۔میں ان سب کے ساتھ وہیں کرسیوں پر بیٹھ گیا۔جبکہ دونوں خواتین اندر چلی گئیں۔

''یہ میرا دوست ہے بلال، ہم اکٹھے ہی بریڈ فورڈ میں پڑھے ہیں۔اب یہ پاکستان جا رہا تھا تو میں اسے اپنا گاؤں دکھانے کے لیے اپنے ساتھ لے آیا۔دو چار دن کے بعد......'' وہ کہہ رہا تھا کہ پردیب سنگھ نے اسے ٹوکتے ہوئے کہا۔

''او نہ پترا وئے......! دو چار دن نہیں، دو چار ہفتوں کی بات کر......اب قسمت سے ہمارا مہمان بنا ہے، پھر پتہ نہیں یہاں آ بھی سکے گا یا نہیں''۔

''وہ کچھ ویزے کا مسئلہ بھی ہوگا۔ابھی تو یہاں چوکی میں اس کے آنے کی اطلاع کرنی ہے''۔ بھان سنگھ نے کہا۔

''وہ میں تھانے دار کو بلوا کر کہہ دوں گا۔ بہر حال جب تک پتر بلال کا دل کرے یہاں رہے۔مہمان تو رب کی مہربانی ہوتے ہیں''۔ان باتوں کے بعد وہ ہماری پڑھائی، لندن کا ماحول، گاؤں کی باتیں کرنے میں مشغول ہو گئے۔اس دوران وہ دونوں خواتین ہمارے سامنے چائے کے ساتھ بسکٹ، حلوے اور نہ جانے کیا کیا رکھ دیا۔سب کچھ بہت مزے کا تھا۔تبھی انیت کور بولیں۔

''اچھا پتر......!اب تم دونوں آرام کرو، اتنا سفر کر کے آئے ہو۔میں تم لوگوں کے لیے کھانا بتاتی ہوں''۔ پھر میری طرف دیکھ کر بولیں۔''پتر بلال......! آج تو تمہیں یہاں گوشت نہیں مل سکے گا۔ یہاں کوئی مسلمان گھرانہ تو ہے نہیں جو وہ تم لوگوں کے طریقے کے مطابق گوشت بنائیں۔تم بنا لینا۔میں تمہیں پکا دوں گی۔باقی گاؤں کی جو چیز کہو گے وہ مل جائے گی۔اپنی پسند بنا دینا''۔

''ماں......! آپ جو بھی بنا کر کھلائیں گی، میں وہ شوق سے کھالوں گا۔ بہت عرصہ ہو گیا ماں کے ہاتھ کا بنا کھانا نہیں کھایا''۔

میں نے یونہی جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔ان کا گھر دیکھ کر مجھے اپنے شدت سے یاد آنے لگے تھے۔

''ماں صدقے جائے، جو کہے گا میں اپنے پتر کو کھلاؤں گی۔ جاؤ اب آرام کرو، جا بھان لے جا اسے اپنے کمرے میں''۔انیت کور نے صدقے واری جاتے ہوئے کہا۔

ہم دونوں وہاں سے اٹھے اور کمرے کی جانب چل دیئے۔وہاں بیٹھے ہوئے ایک بات میں نے خاص طور پر نوٹ کی تھی۔ پرونت کور مسلسل میری طرف دیکھتی رہی تھی۔ وہ جو حیرت، تعجب اور تجسس میں نے ان کے چہرے پر دیکھا، وہ ذرا بھی کم نہیں ہوا تھا۔میں نے محسوس کیا کہ جب تک میں وہاں سے ہٹ نہیں گیا۔ان کی نگاہ مجھ میں ہی رہی تھی۔اب پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہی تھیں۔ہم سیڑھیاں چڑھ کر اوپر والی منزل پر موجود ایک کشادہ کمرے میں آ گئے تھے۔ جہاں ایک طرف کھڑکی سے گاؤں کے گھر اور پھر اس سے آگے کھیت کھلیان دکھائی دے رہے تھے۔

''اس طرف کی زمینیں ہماری ہیں، شام کو ادھر چلیں گے''۔

''وہ تو ٹھیک ہے یار، امرت کور سے کب ملیں گے''۔میں اپنے اندر کے تجسس پر قابو نہ رکھ سکا۔

''لو یار اس سے بھی مل لیں گے۔فی الحال تو ایزی ہو اور سو جا۔اس وقت وہ گرودوارے میں ہوگی، یا چلی گئی ہوگی۔کل صبح صبح اس کے لیے نکلیں گے''۔ بھان سنگھ نے گاؤں میں آ کر بھی ایک دن انتظار کا علان سنا دیا۔اس پر میں خاموش رہا۔پھر ایزی ہو کر بستر جا لیٹا۔کچھ دیر بعد مجھے ہوش نہ رہا کہ میں کہاں ہوں۔

دوپہر کے بعد ایک بڑا سارا دستر خوان زمین پر بچھا دیا گیا۔ اس پر گھر کے سبھی افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ درمیان میں کھانا رکھا ہوا تھا۔ ہمارے بیٹھتے ہی چاچی جسمیت کور نے کھانا سرو کیا۔ پرتیو بالکل ہمارے سامنے بیٹھی ہوئی تھی۔ پرونت کور کے چہرے پر اب بھی تجسس، تعجب اور حیرت تھی لیکن بہت حد تک کم ہو چکی تھی۔ جس پر میں نے دل ہی دل میں شکر ادا کیا۔ نہ جانے وہ اپنے دماغ میں کیا لے بیٹھی ہوئی ہیں۔ اس وقت میرے ذہن میں یہی تھا کہ یہ بوڑھی پرونت کور تقسیم ہند کے وقت بلاشبہ جوان ہوں گی اور اس وقت کے لوگوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف بے انتہا نفرت تھی۔ یہ نفرت کیوں تھی اور کس نے پیدا کی، مجھے اس سے سروکار تو نہیں تھا، لیکن یہ حقیقت کہ اس نفرت کے شاخسانے میں مہاجرین کے لیے پاکستان پہنچ جانا آگ کا دریا عبور کرنے کے مترادف ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے دادا جی سے بہت ساری باتیں سنی تھیں۔ وہ بھی ہجرت کر کے ہی پاکستان پہنچے تھے۔ انہوں نے جو بتایا تھا، اگر میرے ذہن میں بھی ویسا ہی کچھ تازہ ہو جاتا تو میں اس سکھ گھرانے کے ساتھ بیٹھ کر کھانا تو کیا، ان کے ساتھ بات کرنا بھی مناسب نہ سمجھتا، ممکن ہے پرونت کور کے دماغ میں وہی نفرت کلبلا رہی ہو۔ اسے میرا وجود اس گھر میں بہت برا لگ رہا ہو۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس کے مذہبی عقائد ایسے کٹڑ قسم کے ہوں کہ وہ ایک مسلم کو اپنے گھر میں برداشت نہ کر پا رہی تھی۔ ایسے ہی کئی خیال میرے دماغ میں آتے چلے گئے۔ کھانا بہت اچھا اور لذیذ تھا۔ گوشت کے علاوہ وہاں دال اور سبزیوں سے بنائی گئی ڈشیں، حلوے اور کھیر نہ جانے کیا کچھ تھا۔ تاہم اس کھانے کی لذت کو پرونت کور کی نگاہیں کرکرا کر رہی تھیں۔ بھان اپنے گھر والوں سے گپ شپ کرنے لگا تو میں وہاں سے اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔ تاکہ وہ اپنے گھر کی باتیں کھل کر سکیں۔ میں بیڈ پر لیٹا تو مجھے پتہ ہی نہ چلا کہ کب نیند نے غلبہ پا لیا۔ سہ پہر کے بعد جب مجھے بھان نے جگایا تو دیکھا پریت کور سامنے کھڑی ہے۔ مجھے جاگتا ہوا پا کر بولی۔

''فریش ہو کر جلدی سے نیچے آ جائیں۔ بڑے باپو جی کے پاس تھانے دار آیا بیٹھا ہے۔ آتے ہوئے اپنے کاغذات لیتے آیئے گا''۔

''اوکے......!'' میں نے سر ہلاتے ہوئے کہا تو وہ پلٹ گئی۔

وہ ایک روایتی سکھ تھانے دار تھا۔ چائے پینے کے دوران ہی ضروری کاغذی کارروائی مکمل ہو گئی۔ چائے پی کر وہ چلا گیا۔ تب میں نے محسوس کیا کہ بھان کے باپو کی گاؤں میں خاص عزت اور احترام ہے۔ ورنہ مجھے گاؤں کی چوکی میں جا کر حاضری دینا پڑتی۔

ہم تینوں صحن ہی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انیت کور وہیں آ گئی۔ وہ بھان سنگھ کی طرف دیکھ کر بولی۔

''پتر......! میں نے تیرے خیر سے گھر آنے پر گوردوارے میں ارداس رکھی ہے۔ اب جدھر جانا ہے ہو آؤ، لیکن کل صبح جلدی اٹھنا ہے اور گرودوارے جانا ہے''۔

ان کے یوں کہنے پر مجھے احساس ہوا کہ جیسے وہ بھان سنگھ کو نہیں اپنے خاوند کو سنا رہی ہیں کہ اِدھر اُدھر کہیں نہ جانا، صبح گرودوارے میں ارداس ہے۔ کیونکہ اس پر پردیپ سنگھ نے اپنی بیوی کو بڑے غور سے دیکھا تھا۔

''اچھا ماں جی''۔ بھان سنگھ نے احترام سے جواب دیا تو پردیپ سنگھ وہاں سے اٹھ گیا۔ انیت کور بھی اندر کی طرف چلی گئی۔ تب میں نے کہا۔

''اوئے بھان......! صبح سے تُو نے پریت کور کو ذرا بھی وقت نہیں دیا۔ میں چلتا ہوں کمرے میں اور تو......''

''پر تیو کا یہ مسئلہ نہیں ہے، میں گھر میں ہوں۔ اس کے لیے اتنا ہی کافی ہے۔ تو چل آ کھیتوں کی طرف چلتے ہیں۔ بہت عرصہ ہوا ہے ادھر نہیں گیا۔ چل اٹھ''۔

''کیا تیرے ادھر گاؤں میں دوست نہیں ہیں''۔ میں نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

''ہیں......! مگر وہ شاید ہی ہوں اس وقت گاؤں میں ہر کوئی اپنے کام میں الجھا ہوا ہے۔ اتوار کو شاید ملیں۔ اگر کوئی ہوا بھی تو کل شام ہی کو ملیں گے''۔ اس نے یوں بے پروائی سے کہا جیسے اب گاؤں کے دوستوں کی اسے ضرورت نہیں ہے۔ ایک طرح سے وہ ٹھیک ہی کہہ رہا تھا۔ اس مشینی دور میں ہر کوئی اپنے اپنے کام کاج میں الجھا ہوا تھا۔ ہم دونوں حویلی سے نکلے تو پیدل ہی چلتے چلے گئے۔ اس وقت سورج مغرب میں چھپ گیا تھا۔ جب ہم واپس پلٹے۔

اگلی صبح میں جلد ہی جگا لیا گیا۔ ہم جب تیار ہو کر نیچے آئے تو سبھی نے صاف ستھرے اجلے لباس پہنے ہوئے تھے۔ پریت کور کی سج دھج دیدنی تھی۔ اس نے انڈوں کا حلوہ اور چائے ہمارے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ ''جلدی سے چائے پی لو اور، آ جانا گرودوارے ہم جا رہے ہیں''۔

''سوہنیو، آپ چلو، ہم آپ کے پیچھے پیچھے ہی آ رہے ہیں''۔ بھان سنگھ نے خوشگوار لہجے میں کہا اور حلوے کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔ میں ان دونوں کے چہرے پر پھیلی بھینی بھینی مسکراہٹ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ تبھی میں نے دیکھا دائیں طرف کے ایک کمرے سے پرونت کور برآمد ہوئی۔ اس نے بھی صاف ستھرا لباس پہنا ہوا تھا، ہاتھ میں بڑی ساری لاٹھی جس کے سہارے وہ چل رہی تھی۔ حالانکہ اسے چاچی جسمیت کور نے سہارا دیا ہوا تھا۔ ایک لمحے کو اس نے میری طرف دیکھا اور پھر آگے بڑھ گئی۔ وہ سب پہلے صحن میں اکٹھے ہوئے، پھر باہر نکلتے چلے گئے۔

''یار......! سب گھر والے چل دیئے یہاں گھر کی نگرانی کے لیے کون ہے......'' میں نے پوچھا۔

''ملازم ہیں نا......'' یہ کہہ کر اس نے چائے کا بڑا سپ لیا۔ پھر ہم بھی چائے پی کر چل دیے۔ حویلی سے نکلتے ہی مجھے خیال آیا۔

''یار یہ تم لوگوں کی کوئی مذہبی محفل ہوگی، میں اس میں کہیں......''

''اونہیں یار......! چلو تم''۔ یہ کہہ کر وہ چند لمحے رکا پھر چل پڑا''۔ یہ ارداس جو ہوتی ہے، ایک قسم کی تم اسے دعائیہ محفل کہہ لو، اس میں گرو گرنتھ صاحب پڑھی جاتی، جسے ہم پاٹھ کہتے ہیں۔ پھر کھڑے ہو کر گرو جی کی فتح کی دعا ہوتی ہے۔ پھر اپنے لیے رب سے مانگتے ہیں۔ یہ ہر خوشی یا غمی کے موقع پر بنالی جاتی ہے''۔

''یار میں نے یہ نہیں پوچھا کہ تم کیا کرتے ہو، میں تو اپنے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ تم مجھے وہاں لے جا تو رہے ہو کہیں وہ......'' میں نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔ میرے سامنے پرونت کور کا چہرہ آ گیا تھا۔

''اونہیں......! تو میرے ساتھ وہاں ارداس میں میں بیٹھنا''۔ اس نے تیزی سے کہا تو میرے ڈھیلے پڑتے ہوئے قدم تیز ہو گئے۔ دراصل مجھے اندر سے یہ افسوس ہو رہا تھا کہ میں آج امرت کور سے نہیں مل پاؤں گا۔ آج کی صبح تو اس ارداس کی نذر ہو جائے گی۔ میں نے بھان سے نہیں کہا، کیونکہ بہر حال یہ اس کا مذہبی معاملہ تھا اور خصوصاً اس کی والدہ نے اس کا اہتمام کیا تھا۔ راستے میں وہ مجھے گرودوارے کے آداب بتاتا چلا گیا۔ جسے میں نے بڑے غور سے سنا۔ کچھ ہی دیر بعد ہم زرد چونے والی ایک بڑی ساری عمارت کے سامنے جا رکے۔ ہم نے جوتے اتار کے ایک طرف رکھے پاؤں دھوئے اور اندر چلے گئے وہ ایک کھلی سی عمارت تھی چاروں طرف کمرے تھے۔ صرف داخلی دروازہ کھلا تھا، کمروں کے آگے بر آمدہ اور بالکل سامنے ایک ہال نما بڑا سارا کمرہ تھا۔ کافی سارے لوگ اس ہال کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''یہاں عبادت کے لیے روزانہ اتنے ہی لوگ آتے ہیں؟'' میں نے انہیں دیکھ کر پوچھا۔

''نہیں، آج ارداس ہے نا، یہ سب ماں جی کی دعوت پر آئے ہیں، گاؤں کے لوگ ہیں نا......'' بھان سنگھ نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔ تبھی سامنے سے پرتیو آتی دکھائی دی جس کے ہاتھ میں بسنتی رنگ کا رومال پکڑا ہوا تھا۔ وہ میری طرف بڑھا کر بولی۔

''یہ سر پر باندھ لو، گرودوارے میں ننگے سر نہیں آتے''۔

جاری ہے---

Member Of The Month Of December

کھلا ہے سبھی کے لیے باب رحمت
وہاں کوئی رتبے میں ادنیٰ نہ عالی
مرادوں سے دامن نہیں کوئی خالی
قطاریں لگائے کھڑے ہیں سوالی
میں پہلے پہل جب مدینے گیا تھا
تو تھی دل کی حالت تڑپ جانے والی
وہ دربار سچ مچ میرے سامنے تھا
ابھی تک تصور تھا جس کا خیالی
جو اِک ہاتھ سے دل سنبھالے ہوئے تھا
تو تھی دوسرے ہاتھ میں روضے کی جالی
دعا کے لیے ہاتھ اٹھتے تو کیسے
نہ یہ ہاتھ خالی نہ وہ ہاتھ خالی
جو پوچھا ہے تم نے کہ میں نذر کرنے
کو کیا لے گیا تھا تو تفصیل سن لو
تھا نعتوں کا اک ہار، اشکوں کے موتی،
درودوں کا گجرا، سلاموں کی ڈالی
دھنی اپنی قسمت کا ہے تو وہی ہے
دیار نبی جس نے آنکھوں سے دیکھا

Zeest

intelligent086

مرا پیمبر عظیم تر ہے
کمالِ خلاق ذات اُس کی
جمالِ ہستی حیات اُس کی
بشر نہیں عظمتِ بشر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے
وہ شرحِ احکام حق تعالیٰ
وہ خود ہی قانون خود حوالہ
وہ خود ہی قرآن خود ہی قاری
وہ آپ مہتاب آپ ہالہ
وہ عکس بھی اور آئینہ بھی
وہ نقطہ بھی خط بھی دائرہ بھی
وہ خود نظارہ ہے خود نظر ہے
مرا پیمبر عظیم تر ہے
شعور لایا کتاب لایا
وہ حشر تک کا نصاب لایا
دیا بھی کامل نظام اس نے
اور آپ ہی انقلاب لایا
وہ علم کی اور عمل کی حد بھی

درود پڑھتی ہیں میری سانسیں
سلام کرتی ہیں میری آنکھیں
یہ صرف آنسو نہیں ہیں میرے
جو قطرہ قطرہ چھلک رہے ہیں
یہ ایک اندازِ گفتگو ہے
کلام کرتی ہیں میری آنکھیں
درود پڑھتی ہیں میری سانسیں
سلام کرتی ہیں میری آنکھیں
نہ کوئی رہبر نہ کوئی ساتھی
نہ کوئی زادِ سفر ضروری
سفر مدینے کا بے سہارا
تمام کرتی ہیں میری آنکھیں
درود پڑھتی ہیں میری سانسیں
سلام کرتی ہیں میری آنکھیں

MIR.Fkas

Aanchal

سب سے اولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
سب سے بالاو والا ہمارا نبی ﷺ
بجھ گییں جس کے آگے سبھی مشعلیں
شمع وہ لے کہ آیا ہمارا نبی ﷺ
خلق سے اولیا اولیاسے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
جیسےسب کا خدا ایک ہےایسے ہی
ان کا ان کا تمہارا ہمارا نبی ﷺ
کون دیتاہے دینے کو منہ چاہیئے
دینے والا ہے سچا ہمارا نبی ﷺ
جنکے تلووں کا دھوون ہے آب حیات
ہے وہ جان مسیحا ہمارا نبی ﷺ
قرنوں بدلی رسولوں کی ہوتی رہی
چاند بدلی کا نکلا ہمارا نبی ﷺ
غمزدوں کو رضا مژدہ دیجے کہ ہے
بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

لب پر نعتِ پاک کا نغمہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
میرے نبی ﷺ سے میرا رشتہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
اور کسی جانب کیوں جائیں اور کسی کو کیوں دیکھیں
اپنا سب کچھ گنبدِ خضرا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
پست وہ کیسے ہو سکتا ہے جسکو حق نے بلند کیا
دونوں جہاں میں انکا چرچا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
جس کے فیض سے بنجر سینوں نے شادابی پائی ہے
موج میں وہ رحمت کا دریا کل بھی تھا اور آج بھی ہے
بتلا دو یہ ہر دشمن دیں کو غیرت مسلم زندہ ہے
دین پر مر مٹنے کا جذبہ کل بھی تھا اور آج بھی ہے
انکے در سے سب ہو آئے جا نہ سکا تو ایک صبیح**
یہ کہ ایک تصویرِ تمنا کل بھی تھا آج بھی ہے
جن آنکھوں سے طیبہ دیکھا وہ آنکھیں بے تاب ہیں پھر
ان آنکھوں میں ایک تقاضا کل بھی تھا اور آج بھی ہے

pErIsH_BoY

I Am In Love

کس کا جمال ناز ہے جلوہ نما یہ سو بہ سو
گوشہ بگوشہ، دربدر، قریہ بہ قریہ، کو بہ کو
اشک فشاں ہے کس لیے دیدۂ منتظر مرا
دجلہ بہ دجلہ، یم بہ یم، چشمہ بہ چشمہ جو بہ جو
میری نگاہِ شوق میں حسنِ ازل ہے بے حجاب
غنچہ بہ غنچہ، گل بہ گل، لالہ بہ لالہ، بو بہ بو
جلوۂ عارض نبیؐ رشکِ جمالِ یوسفی
سینہ بہ سینہ، سر بہ سر، چہرہ بہ چہرہ، ہو بہ ہو
زلفِ درازِ مصطفیؐ، گیسوئے لیلِ حق نما
طرہ بہ طرہ، خم بہ خم، حلقہ بہ حلقہ، مو بہ مو
یہ مرا اضطرابِ شوق، رشکِ جنونِ قیس ہے
جذبہ بہ جذبہ، دل بہ دل، شیوہ بہ شیوہ، خو بہ خو
تیرا تصورِ جمال میرا شریکِ حال ہے
نالہ بہ نالہ، غم بہ غم، نعرہ بہ نعرہ، ہو بہ ہو
بزمِ جہان میں آج بھی یاد ہے ہر طرف تری
قصبہ بہ قصبہ، لب بہ لب، خطبہ بہ خطبہ، رو بہ رو

پیغام میگزین
صلی اللہ علیہ وسلم
جنوری 2014
ختم شُد
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ
محمد ﷺ
الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ